جمعہ کی اذانِ اوّل کے بعد بیع و شراء وغیرہ ممنوع کاموں کے ارتکاب سے لوگوں کو بچانے کے لیے کیا اذانِ اوّل کو مؤخر کرنا جائز ہے؟

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُالواحد

سوال: جمعہ کی اذانِ اوّل کے بعد خرید و فروخت اور نماز کے منافی ہر کام کو چھوڑ کر مسجد میں آنا واجب ہے لیکن چونکہ لوگوں میں اس کا اہتمام بہت کم ہے کہ اذان اوّل کے وقت مسجد میں آجائیں اس لیے ترکِ واجب کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لوگ اس معصیت سے بچ جائیں اگر یہ صُورت اختیار کی جائے کہ اذان اوّل کو تاخیر سے کہا جائے اور دونوں اذانوں کے مابین فقط اتنا وقفہ کیا جائے کہ لوگ سُنّتیں پڑھ لیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے۔ مثلاً دوسری اذان سوا ایک بجے ہو اور پہلی اذان ایک بجے یا ایک بج کر پانچ منٹ پر کہی جائے جبکہ زوال کا وقت سوا بارہ بجے ہو۔ اُردو میں تقریر اذان اوّل سے پہلے ہی ہو جائے اس طرح بہت زیادہ لوگ اذانِ اوّل کے وقت مسجد میں موجود ہوں گے۔ بعض مساجد میں اس طریقے پر عمل ہو رہا ہے۔

الجواب باسم ملهم الصواب حامدا ومصليا۔

جمعہ کی اذان اوّل کا وقت زوال کے متصل بعد ہے۔ اسی پر عملی تو ارث چلا آرہا ہے۔ کتبِ حدیثیہ و فقہیہ میں بھی اس کی تصریح ہے۔

(۱) المغنی (لابن قدامہ) میں ہے۔

ويبدأ وجوب السعي اليها ... عند الحنفية بالاذان الاوّل عند الزوال

(بحوالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج: ۲، ص: ۲۶۲)

(ترجمہ: حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لیے سعی کا وجوب زوال کے وقت اذان اوّل سے شروع ہوتا ہے۔)

(۲) معارف السنن میں مولانا یُوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وبالجملة فهذا الاذان كان قبل التاذين بين يدى الخطيب وكان فى اوّل وقت

الظهر متصلا بالزوال - (ج ۴، ص ۳۹۶)

(ترجمہ: اذان اوّل خطیب کے سامنے اذان سے پیشتر ہوتی تھی - اور ظہر کے اوّل وقت میں زوال کے ساتھ متصل ہوتی تھی۔

(۳) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر میں ہے۔

ویجب السعی وترك البیع بالاذان الاوّل عقیب الزوال (ص:۱۷۱، ج:۱)

(ترجمہ) جمعہ کے لیے سعی اور ترک بیع زوال کے بعد اذان اوّل سے واجب ہوتی ہے۔

(۴) عمدۃ القاری میں علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"قوله زاد النداء الثالث" انما سمی ثالثا باعتبار کونه مزیدًا لان الاول هو الاذان عند جلوس الامام علی المنبر والثانی هو الاقامة للصلاة عند نزوله والثالث عند دخول وقت الظهر۔ (ص: ۲۱۱، ج: ۶)

(ترجمہ: پہلی اذان کو جو تیسری اذان کہا گیا تو اس اعتبار سے کہ اس کو زیادہ کیا گیا تھا کیونکہ پہلی اذان وہ ہے جو امام کے سامنے ہوتی ہے جب وہ منبر پر بیٹھا ہوتا ہے اور دوسری سے مراد نماز کے لیے اقامت ہے جو امام کے منبر سے اُترنے پر ہوتی ہے اور تیسری اذان وہ ہے جو ظہر کا وقت شروع ہونے پر ہوتی ہے)

(۵) فتح الباری میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وتبین بما مضیٰ ان عثمان احدثه لاعلام الناس بدخول وقت الصلاة..... الخ

(ص: ۳۹۴، ج: ۲)

(ترجمہ: سابقہ کلام سے ظاہر ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان اس لیے شروع کی کہ لوگوں کو نماز کے وقت کے شروع ہونے کی اطلاع ہو جائے)

(۶) تبیین الحقائق میں علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وقال بعض العلماء یجب السعی وترك البیع بدخول الوقت لان التوجه إلی الجمعة یجب بدخول الوقت وان لم یؤذن لها أحد ولهذا لا یعتبر الاذان قبل الوقت۔ (ص: ۲۲۳، ج: ۱)

(ترجمہ: بعض علماء نے کہا ہے کہ سعی اور ترک بیع کا وجوب جمعہ کا وقت شروع ہونے سے ہوتا

ہے کیونکہ جمعہ کی طرف توجہ کا وجوب وقت شروع ہونے سے ہوتا ہے۔ اگرچہ کسی نے بھی اس کے لیے اذن نہ کہی ہو۔ اسی لیے وقت سے پیشتر اذان کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔)

⑦ تفسیراتِ احمدیہ میں حضرت ملاجیون رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وقال الامام الزاھد المراد بالنداء دخول الوقت اذ به یحرم البیع دون الاذان نفسه۔ (ص: ۴۷۵)

(ترجمہ: امام زاہد نے کہا کہ نداء سے مراد وقت کا شروع ہونا ہے کہ اس سے بیع حرام ہوتی ہے اور عین اذان مراد نہیں ہے۔)

⑧ احکام القرآن میں مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قوله تعالیٰ وذروا البیع اختلف السلف فی وقت النھی عن البیع فروی عن مسروق والضحاك ومسلم بن یسار ان البیع یحرم بزوال الشمس۔ وقال مجاھد والزھری یحرم بالنداء۔ وقد قیل ان اعتبار الوقت فی ذلك اولی اذا کان علیھم الحضور عند دخول الوقت فلا یسقط ذلك عنھم تاخیر النداء۔ ولما یکن للنداء قبل الزوال معنی دل ذلك علی ان النداء بعد الزوال انما ھو بعد ما قد وجب اتیان الصلاۃ۔

(ص: ۶۳، ج: ۵)

(ترجمہ: ارشاد باری تعالیٰ وذروا البیع، بیع سے ممانعت کے وقت کے بارے میں سلف میں اختلاف ہوا ہے۔ مسروق ضحاک اور مسلم بن یسار رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ زوالِ آفتاب سے ہی بیع حرام ہوجاتی ہے۔ مجاہد اور زہری رحمہما اللہ کا قول ہے کہ اذان سے حرام ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بارے میں وقت کا اعتبار کرنا اُولیٰ ہے کیونکہ وقت شروع ہونے پر لوگوں کے ذمے جمعہ کے لیے حاضری واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا اذان کو مؤخر کرنا ان سے اس واجب کو ساقط نہیں کریگا۔الخ)

مذکورہ بالا حوالجات سے دو باتیں سامنے آئیں۔

(الف) جمعہ کی اذانِ اوّل کا وقت زوال سے متصل بعد کا ہے۔

(ب) بعض علماء کے نزدیک بیع وشراء وغیرہ کی حرمت کا تعلق وقتِ زوال سے ہے تنہا اذان سے نہیں۔ اگر زوال کے وقت ہی اذان ہو تب تو وقت اور اذان دونوں کے ساتھ حکمِ ممانعت کا

تعلق ہوا اور اگر اذان اوّل کو تاخیر سے کہا گیا تو حکمِ ممانعت کا تعلق وقت زوال کے ساتھ ثابت ہوگا اذان کہے جانے تک مؤخر نہیں ہوگا۔

ان دونوں باتوں کو پیشِ نظر رکھیں تو یہ سمجھنا دشوار نہیں ہوگا کہ اصلاحِ احوال کے لیے جس صورت کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے وہ انتہائی غیر مناسب ہے کہ اس میں ترکِ واجب کے ارتکاب سے بچاؤ تو کیا ہوتا الٹا عملی توارث اور ایک حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہے یعنی اذانِ اوّل کی اس کے اصل وقت سے تاخیر۔

جن مساجد میں اذانِ اوّل کو مؤخر کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے ضروری ہے کہ وہاں اس طریقے کو ختم کر دیا جائے۔

اصلاح احوال کی متبادل صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اذان اوّل کو اپنے وقت پر رکھتے ہوئے اذانِ ثانی کو جہاں تک ہو سکے مقدم کر لیا جائے لیکن اس میں بھی اتنا وقفہ ضرور رکھا جائے کہ لوگ اذانِ اوّل کو سن کر مسجد میں جمع ہو جائیں اور فرضوں سے پہلے کی سنتیں پڑھ سکیں کیونکہ ایک روایت میں ہے۔

فاحدث عثمان التاذینۃ الثالثۃ علی الزوراء لیجتمع الناس۔

(عمدۃ القاری، ص : ٢١١، ج : ٦)

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زوراء پر تیسری اذان شروع کرائی تاکہ لوگ اکٹھے ہو جائیں۔)

اور ایک اور روایت میں ہے فاذن بالزوراء قبل خروجہ لیعلم الناس ان الجمعۃ قد حضرت (فتح الباری، ص: ٣٩٤، ج ٢)

(اپنے نکلنے سے پیشتر زوراء پر اذان دلوائی تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے)

موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ہماری رائے میں یہ وقفہ آدھ گھنٹہ کا تو ضرور ہونا چاہیے یعنی اذانِ اوّل تو زوال ہوتے ہی کہہ دی جائے اور آدھ گھنٹے بعد اذانِ ثانی کہہ دی جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد اللہ غفرلہ

الجواب صحیح
عبد الحمید غفرلہ
مفتی و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

الجواب صحیح
محمد قاسم
استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

"اصلاحِ مفاہیم"
کے مترجم مولوی انیس احمد کا اعتراف

مولوی انیس احمد صاحب مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

بخدمت اقدس مخدومی و مکرمی و محترمی حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہٗ سلام مسنون!

گرامی نامہ کئی ہفتہ قبل مِل گیا تھا۔ طبیعت پر تقاضا اس درجہ تک ہوا کہ خود قدم بوسی کے لیے حاضر ہوکر جن غلطیوں کی طرف نشاندہی کی ہے تسلیم کروں اور صورتحال بھی عرض کروں، مگر والد صاحب زید مجدہٗ نے سفر سے روک دیا کہ گھر میں بھی علالت کا سلسلہ چل رہا ہے پھر بچوں کی اور مدرسہ کی تعلیم کا بھی حرج تھا۔ (ہوا یہ کہ) سیّدی حضرت اقدس صوفی صاحب مدظلہٗ العالی نے "اصلاحِ مفاہیم" کا مسوّدہ ٹیکسلا طلب فرمایا تو مَیں نے والد صاحب زید مجدہٗ کے ذریعہ یہ مسوّدہ ٹیکسلا روانہ کر دیا اس میں ناکارہ کی پہلی غلطی کہ نظرِ ثانی کے بغیر ہی مسوّدہ بھیج دیا۔ دوسری غلطی یہ کہ کتابت، تصحیح اور طباعت کے وقت بندہ کو وہاں موجود رہنا چاہیے تھا، مگر اس دوران بندہ مطلق گیا ہی نہیں۔

(۱) چنانچہ نظرِ ثانی وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طباعت میں متعدّد خامیاں رہ گئیں۔

(۲) حواشی تمام کے تمام رہ گئے۔

(۳) تقریظ حضرت مخدوم و معظّم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم رہ گئی، حالانکہ والد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس صُوفی صاحب مدظلہ العالی نے بار بار فرمایا کہ یہی تقریظ اصل ہے جو اکابر کے مسلک اور ہمارے موقف کو واضح کرتی ہے۔ (خُدا جانے کہ کیسے ہی رہ گئی۔)

(۴) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مظاہری مدنی دامت برکاتہم کا مقدمہ بھی رہ گیا۔

(۵) مزے کی بات یہ ہے کہ ہم نے نام "قابلِ اصلاح مفاہیم" تجویز کیا تھا۔ خدا جانے لفظِ "قابل" کیسے حذف ہوگیا۔ جس پرچہ پر نام لِکھ کر بھیجا تھا وہ گُم ہوگیا یا کیا ہُوا۔؟

آنجناب کے گرامی نامہ سے الحمد للہ طبیعت پر اتنا اثر ہُوا کہ نظرِ ثانی کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔

(الخ مختصراً)

محتاجِ دُعا

انیس احمد عفی عنہٗ ۳۰ ستمبر ۹۴ء

بشکریہ ماہنامہ "الخیر"

خوشی کی بات ہے کہ کتاب "اصلاحِ مفاہیم" کے مترجم مولوی انیس احمد مظاہری نے مذکورہ بالا مکتوب میں موجود غلط باتوں کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگرچہ یہ امر باعث تعجب ہے کہ جن باتوں کا مولوی انیس احمد صاحب نے ذکر کیا ہے وہ کتاب میں شائع ہونے سے کیونکر رہ گئیں، لیکن بہرحال ادارہ انوارِ مدینہ توقع کرتا ہے کہ مولوی انیس احمد مظاہری (مترجم) مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی (جنہوں نے اصلاح مفاہیم پر پُرزور تائیدی تقریظ لکھی ہے) مولانا احمد عبد الرحمٰن صدیقی صاحب (جن کے نام سے کتاب کا مقدمہ شائع ہوا ہے) اور جناب صوفی اقبال صاحب (جنہوں نے یہ کتاب چھپوائی اور مولانا تقی عثمانی صاحب کے تبصرہ کو اصل قرار دیا) اس کتاب میں موجود غلط باتوں سے بَرملا رجوع کرتے ہوئے اس کتاب سے برائت کا اعلان کریں گے۔

نیز ادارہ یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ یہ حضرات اپنے سابقہ رسالہ "اکابر کا مسلک و مشرب" سے بھی رجوع و برئیت کا اعلان فرمائیں گے۔ اہلِ حق کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنی غلطیوں سے بلا خوفِ لومۃ لائم علی الاعلان رجوع فرما لیتے ہیں۔ اس طرح یہ حضرات اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر ہماری تاریخ کا ایک سُنہرا باب روشن کریں گے تاکہ جن لوگوں کے ہاتھ میں یہ کتاب پہنچ چکی ہے وہ اپنے عقیدے اور عمل کو محفوظ رکھ سکیں۔

(ادارہ انوارِ مدینہ)

انوارِ مدینہ

نہ پہنچنے یا تاخیر سے پہنچنے کی شکایت حافظ محمد یعقوب صاحب خادمُ انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے کی جائے، خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

(ادارہ)